Fikr-o-Nasar (Islamabad) 28-29:4,1-2 (1991)

اُندلس میں تذکرہ نگاری

طفیل ہاشمی

اندلس میں مسلمانوں نے اپنے دور اقتدار (۷۱۰ـ ۱۴۹۲ء) میں جن علمی موضوعات پر خصوصی توجہ دی ان میں تذکرہ نگاری کا فن سر فہرست ہے ـ تراجم علماء ، معاجم اعلام اور فہارس کتب پر بکثرت کتابیں تصنیف کی گئیں ـ اس نوع کی تالیفات کی کثرت اور شیوع سے اندازہ ہوتا ہے کہ اندلس میں شرح تعلیم کتنی بلند اور علمی معیار کس قدر اونچا تھا کہ ایک ایک فرع علم کے مشاہیر علماء و فضلاء کے معاجم تیار کئے گئے ـ اور یہ معاجم ایسے تاریخی معلومات سے لبریز تھے جن کی ضرورت آج تک روز بروز بڑھتی جا رہی ہے ـ

اندلس میں مختلف اصناف کے معاجم مدون کئے گئے مثلاً :

۱ ـ معاجم خـــاصـه : جو کسی ایک فرع علم یا شعبۂ حیات سے تعلق رکھنے والے اعلام کے تراجم پر مشتمل تھے پہلے پہل اسی نوع کی کتب منصۂ شہود پر آئیں جن میں ابو عبداللہ محمـد بن الحارث الخشنی کی تاریخ قضاۃ قرطبہ اور ابن عبدالبر کی معجم اعلام الفقہاء کو بہت اہمیت حاصل ہوئی ـ ان کے علاوہ زہاد ، صوفیاء ، کتّاب ، محدثین اور فقہاء وغیرہ کے الگ الگ تراجم مرتب کئے گئے ـ نیز بعض خاص علاقوں میں پیدا ہونے والے علماء کے الگ الگ تذکرے مدون کئے گئے ـ

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

۲ ۔ تراجم عامہ : جو علم کی ہر شاخ میں تخصص رکھنے والے علماء کے تراجم پر مشتمل تھے ۔ اس نوع میں ابو الولید عبداللہ بن محمد ابن الفرضی ، ابو محمد عبداللہ بن ابراھیم الحجاری، ابو القاسم خلف بن عبدالملک ابن بشکوال ، ابو جعفر احمد بن یحیی الضبی ، ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ ابن الابار اور ابراھیم بن علی ابن فرحون کی تصانیف نمائندہ حیثیت کی حامل ھیں ۔

۳ ۔ فہارس کتب : فہارس کتب میں فہرسہ ابن خیر قابل ذکر کتاب مرتب کی گئی ۔

ابو عبداللہ الخشنی

تراجم خاصہ کے معاجم کے مؤلفین میں اہم ترین شخصیت ابو عبداللہ محمد بن الحارث بن اسد الخشنی القیروانی کی ہے ۔ اس نے قیروان میں علوم شرعیہ کی تعلیم حاصل کی ۔ ۳۱۱ ھ/۹۲۳ء میں اس نے اندلس کا رُخ کیا اور وھاں قاسم بن اصبغ اور محمد بن عبدالملک بن ایمن سے فقہ کی تعلیم حاصل کی اور اس میں اتنی مہارت بہم پہنچائی کہ ابن الفرضی لکھتا ہے :

کان حافظا للفقہ ، عالما بالفتیا ، حسن القیاس (۱) ۔

تعلیم کی تکمیل کے بعد خلیفہ الحکم ثانی (۹٦۱ ۔ ۹۷٦ء) کی خدمت میں آیا جس نے اسے بجانہ میں والئی مواریث مقرر کر دیا ۔ الخشنی نے خلیفہ کے لئے فقہاء اور محدثین کے حالات پر متعدد کتابیں لکھیں لیکن اس کی شہرت کا باعث ,,تاریخ قضاۃ قرطبہ،، بنی جس میں اس نے فتح اسلامی (۹۱ ھ / ۷۱۰ء) سے لے کر ۳۵۷ھ/ ۹٦۸ء تک قضاۃ کے احوال بیان کئے (۲) ۔ الحکم ثانی کی وفات کے بعد الخشنی کی معاشی حالت بہتر نہ رھی چنانچہ ضروریات زندگی کے حصول کے لئے عطر فروشی کے کاروبار پر مجبور ھو ا اور بالآخر صفر ۳٦۱ ھ / اگست ۹۷۱ء میں قرطبہ میں فوت ھوا ۔ (۳)

الخشنی کی مذکورہ کتاب سے جو اس نے غالباً الحکم ثانی کے اشارہ پر لکھی ہو گی فتح اسلامی سے لے کر الحکم ثانی کے دور تک کی اندلس کی معاشرتی اور اجتماعی زندگی کے بارے میں اہم معلومات حاصل ہوتی ہیں ۔ اس کے مآخذ میں ایک تو وہ سرکاری دستاویزات تھیں جو دیوان الخلافه میں محفوظ تھیں ۔ دوسرے قضاۃ کے رجسٹر اور بعض افراد کی ذاتی یاداشتیں تھیں ۔ ان کے علاوہ اس نے متعدد کتب سے بھی استفادہ کیا ہے جن کی طرف اس نے کئی مقامات پر مبہم اشارات کئے ہیں۔ نیز ان حکایات و روایات سے جو اہل قرطبہ کے مختلف طبقات میں نقل ہوتی آ رہی تھیں مثلاً قصر خلافت اور امراء و روساء کے گھروں میں اور علماء فقہا اور ادباء کے حلقہ ہائے درس و تدریس میں اور مجالس ، محفلوں اور شاہراہوں پر بیان کرنے والے قصہ گو افراد سے ، سیاسی اور اجتماعی نظام سے برگشتہ لوگوں سے، علماء دین اور متقی اشخاص پر تنقید کرنے والوں سے اور مقامی زبان کے واقعات کے عربی تراجم سے اس نے اپنی کتاب کے لئے مواد حاصل کیا اور اپنی طرف سے اس میں بہت کم اضافہ کیا۔

خولیان ریبرا کے مطابق الخشنی نے اپنی کتاب میں دقت نظر اور نقد اخبار کا زیادہ اہتمام نہیں کیا ۔ بلکہ بعض موضوع روایات بھی قبول کر لیں جس کی ایک مثال قرطبہ کے پہلے تین قضاۃ کا تذکرہ ہے (۴)

لیکن یہ بات کتاب کے پہلے حصہ پر زیادہ صادق آتی ہے کیونکہ اس حصہ میں اس نے عصور اولی کے واقعات و حوادث بیان کئے ہیں جن کی صحت پرکھنے کے لئے اس کے پاس کوئی کسوٹی نہیں تھی نتیجۃً اس نے مالکی علماء اور مذاهب منحرفه کے حاملین دونوں سے برابر روایات قبول کر لیں ۔ چونکہ وہ اجنبی تھا اس لئے اس نے بعض ایسی روایات بھی بسہولت قبول کر لیں جو منحرفین نے سیاسی

اغراض کے لئے وضع کی تھیں اور اندلس کے دیگر تذکرہ نگاروں نے انہیں قبول نہیں کیا ۔

الخشنی نے تذکرہ نگاری کو اس کا فطری مقام دیا اور کسی موقعہ پر بھی خوارق ، غیر طبعی عوامل ، دینی نزاعات اور سیاسی و قومی تعصبات کی دراندازی گوارا نہیں کی ۔ الحکم ثانی کا احترام اسے ان امور کے ذکر سے باز نہیں رکھ سکا جو اموی خاندان کے لئے موجب عار تھے ۔ کتاب ادبی اسلوب کی حامل نہیں ہے البتہ اسباب و وقوع حوادث کے اعتبار سے اہمیت کی حامل ہے ۔ الخشنی کی کتاب ہمیں عصر امارت کے قرطبہ کے دل میں پہنچا دیتی ہے جہاں واقعات اپنے حقیقی قالب میں رونما ہوتے ہیں ۔ عام واقعات کا بیان اور عدم تکلف کا انداز اس دور کے اندلس کے مظاہر اجتماعی کی عکاسی کرتا ہے ۔ یہ اِس کتاب کا ایسا پہلو ہے جس کی طرف کسی دوسری کتاب میں توجہ نہیں دی گئی ۔

الخشنی نے اس کتاب میں اندلس میں نظام قضاء پر تفصیلاً روشنی ڈالی ہے ۔ قضاۃ کی صفات عقلیہ و خلقیہ ان کی قومیتوں (عرب، مولدین ، بربر) ، ان کے مشاہروں ، فیصلہ کرنے کے طریق کار اور منصب قضاء کی اہمیت و وقعت اور ان امور کا دوسرے بلاد اسلامی کے قضاۃ کے ساتھ تقابلی جائزہ پیش کیا (۵) ۔

ابن عبدالبر

اندلس میں لکھے جانے والے قدیم ترین تراجم میں ابو عمر یوسف بن عبداللہ بن محمد ابن عبدالبر النمری مولی بنی امیہ (۳۶۸ ۔ ۴۶۳/ ۹۷۸ ۔ ۱۰۷۰ء) کی تالیفات ہیں اس نے فقہاء قرطبہ پر ایک کتاب لکھی جو الضبی کا ماخذ ہے (۶) ۔ ابن عبدالبر نام کا ایک اور مصنف گزرا ہے لیکن اس کی نسبت کشکینانی ہے (۷) ۔ یہ ۳۴۱ ھ/ ۹۵۲ء

میں فوت ہوا ۔ اس نے ,,الفقہاء والقضاۃ لقرطبہ و الاندلس ،، کے نام سے ایک کتاب لکھی تھی ۔

ابن الفرضی

کتب تراجم کے حقیقی نمونے بعد کے مصنفین کے ہاں ملتے ہیں جنھوں نے اس صنف کو اپنی بہترین صلاحیتوں کا ہدف بنایا ۔ ان میں سے ابو الولید عبداللہ بن محمد بن یوسف بن نصر الازدی ابن الفرضی (۳۵۱ ۔ ۴۰۳ ھ/۹۶۲ ۔ ۱۰۱۲ ء) قرطبہ کا رہنے والا تھا ۔ فقیہ ، محدث اور خطیب تھا ۔ اس نے کتابوں کا بہت بڑا ذخیرہ جمع کیا تھا ۔ اس نے حج بیت اللہ کے دوران خانہ کعبہ کا پردہ تھام کر شہادۃ فی سبیل اللہ کی دعا مانگی جو قبول ہوئی اور وہ بربر کے ہاتھوں > شوال ۴۰۳ ھ/ ۱۰۱۲ء کو قرطبہ میں اس وقت شہید ہو گیا جب کہ بربر اس کے گھر میں زبردستی گھس گئے اور تمام گھر والوں کو بے رحمی سے قتل کر کے سب کچھ لوٹ لیا ۔ تین روز بعد ابن الفرضی کی متعفن لاش بغیر غسل ، کفن اور نماز جنازہ کے ایک ویران قبرستان میں سپرد خاک کر دی گئی (۸)۔

ابن الفرضی شاعر بھی تھا اور اس کے اشعار کا خصوصی موضوع زہد و قناعت اور دینی رحجانات تھے (۹)۔ اس نے اخبار شعراء الاندلس کے نام سے اندلس کے شعراء کے حالات پر ایک کتاب مرتب کی تھی (۱۰) لیکن اس کی شہرت کی اصل وجہ اس کی معجم اعلام ہے جو تاریخ العلماء و الرواۃ للعلم بالاندلس کے نام سے مشہور ہے (۱۱)۔

معاجم رجال عامہ میں یہ قدیم ترین کتاب ہے جو ہمارے پاس موجود ہے۔ اس کتاب کی تدوین میں مصنف نے انتہائی دقت و صحت کا التزام کیا ہے ۔ وہ خود لکھتا ہے کہ میں نے کئی کتب تاریخ کی

مراجعت کی اور مختلف لوگوں کی قبور کی نشان دهی کے بعد جب مجھے یقین هو گیا تو میں نے اپنی مصدقه معلومات اس کتاب میں درج کی هیں ۔ کتی ایک مقامات پـر اس نے صراحت کی ہے که اسے قابل اطمینان معلومات حاصل نہیں هو سکیں ۔

ابن الفرضی کے ایک شاگرد ابوبکر محمد بن احمد بن محمد بن مهلّب (م ۴۵۰ هـ / ۱۰۵۸ء) نے ابن الفرضی کی تاریخ کا ذیل تحریر کیا جس کا نام تعلیق علی تاریخ ابن الفرضی و استلحاق » رکھا (۱۲) ۔ اور رشید الدین محمد بن ابراهیم الوطواط (م ۷۱۸ هـ / ۱۳۱۸ء) نے ابن الفرضی کی تاریخ شعراء الاندلس کا تکملـه ,,دررالغرر فی شعراء الاندلس » کے نام سے لکھا (۱۳) ۔

اس انداز کے معاجم رجال میں ایک اور کتاب ابو عامر محمد بن یحیی بن محمد خلیفه ابن نیق الشاطبی (۴۵۲ ـ ۵۴۷ هـ / ۱۰۸۹ ـ ۱۱۳۲) کی تصنیف کتاب فی ملوک الاندلس والاعیان والشعراء بہا ہے (۱۴)

ابن ابار تکمله میں لکھتا ہے که :

ابو عامر نے عربی زبان وادب اور عروض کی طرف زیاده توجه دی اور شعر اور نثر نگاری میں بلاغت کی انتہا کو پہنچا هوا تها ۔ ابو العلاء ابن زهر کے پاس گیا اور مدت تک اس کے پاس ره کر طب کی تعلیم حاصل کی (۱۵) ۔

الحجاری

ابو محمد عبد الله بن ابراهیم بن وزمـر الحجـاری الصنهـاجـی (۴۹۹ـ۵۴۹ هـ / ۱۱۰۶ ـ ۱۱۵۵ء) وادی الحجاره میں پیدا هوا اور وهیں پروان چڑها ۔ جب وادی الحجارة پر الفونسو سادس کا قبضه هو گیا تو وهاں سے شلب چلا گیا پهر وهاں سے قلعه یحصب گیا اور اس

کے والی عبدالملک بن سعید کے پاس ٹھہرا رہا پھر وہاں سے ابن ہود کے پاس جانے کے لئے روطہ روانہ ہوا اور وہاں امیر احمد بن عماد الدولۃ بن ہود کے زیر سایہ خاصا عرصہ رہا (۱٦)۔

الحجاری نے ان امراء کی شان میں بےشمار مدحیہ قصائد بھی کہے جن کے سایہ عاطفت میں وہ رہتا رہا لیکن اس نے تاریخ میں چھ جلدوں میں ایک کتاب ,,المسہب فی غرائب المغرب ،، لکھی جس میں اہل مغرب و اندلس کے فضائل اور فتح اسلامی سے لے کر ۵۲۹ / ۱۱۳۵ء تک کے علماء و فضلا کے تراجم بمع نمونۂ کلام اور تاریخی و جغرافیائی معلومات مرتب کئے ۔ بنو سعید نے اسی کتاب کو آخری شکل دے کر ,,المغرب فی حلی المغرب ،، کا نام دیا اور المقری نے نفح الطیب کی تالیف میں اس سے بھرپور استفادہ کیا (۱۷)۔

ابن بشکوال

ابن بشکوال ابو القاسم خلف بن عبدالملک بن مسعود (۴۹۳ ـ ۵۷۸ / ۱۱۰۰ ـ ۱۱۸۲ء) قرطبہ میں پیدا ہوا ۔ اس نے بڑے بڑے شیوخ اور اساتذہ سے استفادہ کیا جن میں ابن رشد بھی شامل ہے ۔ اور مختلف اساتذہ سے چار سو سے زائد چھوٹی بڑی کتابیں روایت کیں ۔ اس نے اپنے آپ کو تعلیم و تدریس کے لئے وقف کر دیا تھا ۔

ابن بشکوال نے مختلف علوم میں تقریباً پچاس کتابیں تصنیف کیں جن میں اہم ترین کتاب ,,الصلۃ ،، ہے جو ابن الفرضی کی تاریخ علماء الاندلس کا تکملہ ہے ۔ ابن بشکوال نے اس میں اندلس کے ائمہ محدثین ، فقہاء اور ادباء کے حالات قلم بند کئے ۔ (۱۸)

ابن ابار اس کے بارے میں لکھتا ہے :

,,معاجم تراجم میں وہ ذروۂ کمال کو پہنچا ہوا تھا ۔ اس فن میں کوئی اس کا شریک و سہیم نہ تھا سب اس کی سبقت اور برتری کو

تسلیم کرتے تھے اور اس سے استفادہ کرتے تھے حتی کہ ابن بشکوال کے استاذ ابوالعباس الحریف الزاھد نے بھی اس سے استفادہ کیا اس کی کتاب انتہائی مفید اور بلند قیمت ہے جس کے استعمال کے بغیر اھل علم کو کوئی چارۂ کار نہیں ہے (۱۹)۔

ابن بشکوال نے کتاب الصلة کی تدوین میں ابوبکر حسن بن مفرج بن حماد بن الحسین المعافری (۳۴۸ ـ ۴۳۰ ھـ/ ۹۵۹ ـ ۱۰۳۸ھـ) کی تاریخ اندلس پر اعتماد کیا اور المعافری نے ایک دوسرے مصنف ابن عفیف ابوعمر احمد بن محمد (۳۴۸ ـ ۴۲۰ھـ/۹۵۹ ـ ۱۰۲۸) کی کتاب الاحتفال فی تاریخ اعلام الرجال فی اخبار الخلفاء والقضاۃ والفقہاء سے مواد لیا ـ ابن بشکوال کے مصادر میں ابو عمر بن مہدی (م ۴۳۲ ھـ / ۱۰۴۰ء) کی معجم الرجال اور ابن زروقه ابو عبداللہ محمد بن ابراھیم (م ۴۳۵/ ۱۰۴۳ء کی دو کتابیں جو ادب و تاریخ سے متعلق تھیں اور ابن عابد ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ (م ۴۳۹ / ۱۰۴۷ء) کی ایک کتاب شامل ہے۔

اس کے علاوہ ابن بشکوال نے ابن خزرج الفقیہه ابو محمد عبداللہ بن اسماعیل بن محمد (م ۴۷۸ ھـ/ ۱۰۸۵ء) کی تاریخ فقہا طلیطله اور ابن مُدیر (م ۴۹۵ ھـ/۱۱۰۱ء) کی کتاب التاریخ اور ابو طالب عبدالجبار بن عبداللہ بن احمد بن اصبغ المروانی (م ۱۱۲۲/۵۱٦) کی عیون الامامة و نواظرالسیاسة سے استفادہ کیا ـ

ابن بشکوال کی کتاب الصلة سے جو افراد رہ گئے تھے ان کے تذکرہ کے لئے کتی دیگر مؤلفین نے ابن بشکوال کے انداز پر کتاب الصلة کے تکملے لکھے ـ ان میں سے ابوبکر محمد بن عبداللہ سفیان بن سید اله التجیبی (م ۵۵۸ / ۱۱٦۲ء) نے مجموع فی رجال الاندلس اور یوسف بن ابی عبداللہ بن عبداللہ بن سعید بن ابی زید اللّری جو

ابو عمر بن عیاد کے نام سے مشہور تھا طبقات الفقہا ء لکھیں ۔ ابن الزبیر نے ابن بشکوال کی کتاب الصلة کا ذیل ,,صلة الصلة ،، کے نام سے لکھا (۲۰) اور ابو القاسم بن حبیش عبدالرحمان بن محمد بن عبداللہ الانصاری (م ۵۸۴ / ۱۱۸۸ء جو الضبی کا استاذ تھا تتمہ لکھا (۲۱)۔

الضبی

ابو جعفر احمد بن یحیی بن احمد بن عامرہ (م ۵۹۹ ھ/ ۱۲۰۲ء) بلش میں پیدا ھوا ۔ لورقہ میں تعلیم حاصل کی اور اندلس و افریقہ کے مختلف علاقوں کی سیاحت کے بعد طویل مدت تک مرسیہ میں رھا ۔ سرعت کتابت میں امتیاز رکھتا تھا حتی کہ اس نے مؤطا امام مالک ایسی ضخیم کتاب آٹھ روز میں لکھ ڈالی اس نے بغیة الملتمس فی تاریخ رجال الاندلس (۲۲) کے نام سے ابو عبداللہ محمد بن فتوح الازدی الحمیدی (م ۴۸۸ھ/ ۱۰۹۵ء) کی جذوة المقتبس (۲۳) کا تکملہ لکھا ۔ الحمیدی کی اغلاط کی تصحیح کی ۔ الحمیدی نے جذوة المقتبس میں ۴۴۹ / ۱۰۵۸ء تک وفات پانے والے افراد کے تراجم لکھے لیکن اس میں بہت اغلاط تھیں ۔ الضبی نے اپنی کتاب میں ۵۹۱ ھ/ ۱۱۹۵ء) تک کے افراد کے تراجم لکھے اور ایجاز و اختصار کو ملحوظ رکھا ۔ ان افراد کا بھی ذکر کیا جو مشرق سے آ کر اندلس میں آباد ھوئے ۔ الضبی کی معلومات کئی مقامات پر ابن بشکوال سے مطابقت رکھتی ھیں جس سے اندازہ ھوتا ہے کہ اس کے مصادر تاریخی بھی قابل اعتماد ھیں ۔ الضبی نے اپنی کتاب کے شروع میں اندلس کی مختصر تاریخ بیان کی جس میں قاضی محمد بن علی بن حمدین اور المستنصرین ھود کے حوالے سے جو بیانات درج کئے ھیں وہ بہت اھم ھیں ۔

ابن ابار

ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن ابی بکر القضاعی (۵۹۴ ـ ۶۳۵ھ/ ۱۱۹۸ء ـ ۱۲۳۸ء) غالباً اندلس کا سب سے بڑا معجمی تذکرہ نگار ہے ـ ابن ابّار نے ابن بشکوال کی کتاب الصلۃ کا ,,ذیل کتاب التکملہ لکتاب الصلۃ ،، (۲۴) کے نام سے لکھا ـ ابن ابّار اپنی کتاب کے بارے میں خود لکھتا ہے :

,,ابن بشکوال کی کتاب میں بہت کم اغلاط تھیں جن پر میں نے اپنی اس کتاب میں متنبہ کر دیا ہے اور جو چیز اس سے رہ گئی یا بھول گیا میں نے اس کا اندراج کر دیا ہے اور جو باتیں میرے نزدیک راجح تھیں ان کو بیان کر دیا ہے لیکن میں نے تمام اصحاب تراجم کا جو ابن بشکوال نے ذکر کئے ھیں استقصاء نہیں کیا ـ جیسا کہ اس نے ابن الفرضی کے ذکر کردہ تمام افراد کا تذکرہ نہیں کیا (۲۵) ـ ،،

اس کی دوسری اہم تالیف ,,الحلۃ السیراء ،، ہے جو امراء،خلفاء ، وزراء اور اعیان حکومت کے تراجم کا مجموعہ ہے جس میں ان کے نمونہ ہائے کلام بھی ھیں ـ ڈوزی اس کے بارے میں لکھتا ہے :

> ,,میں بالصراحت بلامبالغہ یہ کہتا ھوں کہ یہ عظیم القدر کتاب ہے جو مختلف موضوعات اور بےشمار معلومات پر مشتمل ہے اور مغرب و اندلس کی تاریخ کی حیرت انگیز تصویر کشی کرتی ہے اور بہت سی ایسی معلومات بہم پہنچاتی ہے جو کسی دوسری جگہ دست یاب نہیں ھوتیں (۲۶) ،،

ابن ابار نے تراجم کا ایک دوسرا معجم ,,المعجم فی اصحاب القاضی الامام ابی علی الصدفی بن سکرہ ،، مدون کیا (۲۷) کئی مصادر ابن ابار کی دیگر متعدد کتب کا ذکر کرتے ھیں جن کی تعداد پینتالیس کے قریب ہے لیکن وہ ضائع ھو گئیں ـ جدید ناقدین کی رائے میں ابن ابار کی تالیفات حسن و خوبی کا مرقع ھیں ڈوزی لکھتا ہے:

,,ابن ابار راست گو مورخ ہے۔ اس کے پاس انتہائی اہم دستاویزات تھیں جن سے اس نے اپنی تالیفات کی تدوین میں مدد لی ہے۔ مزید برآں وہ صحیح اور قومی ناقدانہ ملکہ کا حامل اور قدیم عرب اہل قلم کے سے احساسات اور اسلوب نگارش کا مالک تھا جو اس کے معاصر مصنفین میں نادر الوجود ہے (۲۸) "

ابن ابار نے اپنی تالیفات میں جن مصنفین کی کتب سے استفادہ کیا ان کا اس نے متعدد مواضع پر تذکرہ کیا ہے :

۱ ۔ ابن حبیش (م ۵۸۴ ھ / ۱۱۸۹ء) استجه کا قاضی اور مشہور محدث تھا ۔

۲ ۔ عبیداللہ بن سفیان التجیبی (م ۵۸۹ / ۱۱۹۳ء)

۳ ۔ ابو عمر بن عیاد الکردی (م ٦۰۲ ھ/ ۱۲۰٦ء) اس نے اپنے باپ کے شیوخ کے حالات میں ایک معجم اعلام مرتب کی تھی جو کثیر الاغلاط تھی ۔

۴۔ احمد بن ھارون النضری (م ٦۰۸ ھ / ۱۲۱۲ء) شاطبه کا رہنے والا تھا ۔ ابن حبیش کا تلمیذ قوت حافظه میں مشہور تھا ۔ حدیث اور فقه کا ماہر عالم اور زہد و ورع میں ضرب المثل تھا ۔ اس نے قضاۃ شاطبه و قرطبه پر ایک کتاب لکھی تھی ۔

۵ ۔ محمد بن عبدالرحمان بن علی بن محمد بن سلیمان التجیبی (م٦۰۹ھ/۱۲۱۳ء) لقنت (مرسیه) کا رہنے والا تھا افریقه اور مشرق کی سیاحت کرتا رہا اس نے اپنے شیوخ کے اسماء معجمی اعتبار سے جمع کئے اور ان کے حالات قلم بند کئے ۔ ابن ابار لکھتا ہے :

,,اس کے ھاتھ کی لکھی ہوئی یه کتاب تونس میں ٦۳۰ ھ/ ۱۲۳۲ء) میں مجھے ملی اور میں نے اس سے اخذ و اقتباس کر کے اسے تکمله میں شامل کیا (۲۹)۔ "

٦ ـ ابن ابار نے حوط اللہ کے دو بیٹوں ابو محمد اور ابو سلیمان سے بھی استفادہ کیا جو دونوں محدث تھے ـ

٧ ـ ابو العباس احمد بن عیشون اور ابوالقاسم محمد بن عامر بن فرقد جو ابن رشد اور ابن قزمان کے شاگرد تھے ـ

٨ ـ ابن الطیلسان ابو القاسم قاسم بن محمد الاوشی (م ٦۴۳ ھـ/ ۱۲۴۵ء) نے تاریخ اور سیرالصالحین والزّھاد پر متعدد کتابیں لکھیں ـ

٩ ـ الطراز الغرناطی ابو عبداللہ محمد بن سعید بن علی الانصاری (م ٦۴۵ھـ/ ۱۲۷۷ء) ابن ابّار اس کے ترجمہ میں لکھتا ہے :

,,اس نے اپنے شیوخ کے اسماء اور ان کی روایات کی فہرست مرتب کی تھی جو مجھے تونس میں ملی اور میں نے اس سے اقتباسات لئے ,, (۳۰)ـ

تراجم خاصہ

اندلس میں تراجم و فہارس کی بعض ایسی کتابیں بھی لکھی گئیں جو کسی ایک فن کے ماہرین کے حالات یا کسی ایک علم سے متعلق کتب کے اسماء پر مشتمل تھیں ـ

احمد بن عبدالرحمان بن محمد الصقر الانصاری الخزرجی (م ۵۵۹ھـ/۱۱٦۳ء) مریہ کا رہنے والا تھا حافظ، محدث، فقیہہ اور علوم دینیہ کا ماہر تھا ـ غرناطہ اور اشبیلیہ میں قاضی رہا اس نے اندلس کے صلحاء اور زھاد کے حالات پر ایک کتاب انوار الافکار فیمن دخل جزیرۃ الاندلس من الزھاد والابرار لکھی (۳۱)ـ

ابو عمر محمد بن ابی بکر بن یوسف بن عفیون الشاطبی (۵۸۴/۱۱۸۸ء) نے ابوالحسین بن جبیر کے اشعار کا دیوان مرتب کیا اور صلحاء و زھاد کے حالات پر مشتمل ایک کتاب ,,کتاب فی اخبار الزھاد والعباد,, مدون کی (۳۲)ـ

ابوالقاسم بن الطیلسان (م ٦۴۳ ھـ/ ۱۲۴۵ء) نے مناقب میں متعدد کتابیں لکھیں جن میں ,,زھر البساتین ونفحات الریاحین " ، اھل جزیرہ کے صلحاء و عباد کے حالات میں ,,غرائب اخبار المندین و مناقب آثار المھتدین" اور تاریخ صلحاء الاندلس (کتاب فی اخبار الصالحین بالاندلس) اور والتبیین عـن مناقب من عن مناقب من عرف بقرطبه من التابعین والعلماء والصالحین شامل ھیں (۳۳)۔

ابوبکر محمد بن محمد بن الحکیم اللخمی (م ۷۳۹/ ۱۳۳۹ء) نے اپنی کتاب الفوائد المنتخبة والفرائد المستعذبه" میں اشعـار اور ادبی معلومات کے علاوہ اندلس کے صـوفیاء کے حـالات بھـی لکھے۔ نیـز اس نـے ابـن رشیـق کـی تـاریخ کـی تکمیل ,, میـزان العمل " کے نام سے کـی (۳۴)۔

ابن جماعة الکنانی نے تراجم نبویه کی معجم مرتب کی (۳۵) اور ابو عمرو بن محمد بن عیشون بن عمر بن صباح اللخمی (م ٦۱۳ ھـ/ ۱۲۱۷ء) نے کتاب کتّاب الاندلسیین تالیف کی جس سے ابن ابار نے تکمله میں استفادہ کیا (۳٦)۔ اسی انداز کو بعد میں اوغسطین ابو عبداللہ محمد بن موسی ابن یزید ، عاصم بن محمد اور سکن بن سعید الاخباری نے اپنایا (۳۷)۔

قاضی ابو الفضل عیاض بن موسی بن عیاض الیحصبی (م ۵۴۴/ ۱۱۴۹ء) تاریخ ، انساب العرب،نحو ، لغت ، صرف اور حدیث کے جید عالم تھے۔ قاضی عیاض کی تالیفات میں علماء قرطبه کی تاریخ ,,اخبار القرطبیین " سبة کی تاریخ ,,العیون الستة فی اخبار سبته" اور ترتیب المدارک فی معرفة اصحاب مالک لکھی جس میں مغرب و اندلس کے فقہاء اور علماء کا تذکرہ ہے۔ المقری نے قاضی عیاض کے بارے میں ایک ادبی تاریخی موسوعه ,,ازھار الریاض فی اخبار قاضی عیاض " کے نام سے مرتب کیا (۳۸)۔ قاضی عیاض نے سیرة النبی پر

ایک مستند کتاب ,,کتاب الشفاء بتعریف حقوق المصطفی،، تصنیف کی ۔

ابو الخطاب بن دحیه (م ٦٣٣ هـ / ۱۲۳۵ء) دانیه میں قاضی تھا۔ بعد میں مصر چلا گیا اور وهیں اقامت اختیار کر لی ۔ ابن دحیه ان علماء میں سے ہے جن کے ذریعه مشرق کے علماء مغربی علوم سے متعارف هوئے ۔ ابن دحیه نے ,,کتاب النبراس فی ذکر خلفاء بنیالعباس،، تصنیف کی (۳۹) ۔ جو ابن خلکان کے مآخذ میں سے ہے ۔ اس نے شعراء اندلس و مغرب پر ایک کتاب ,,المطرب من اشعار اهل المغرب،، تصنیف کی جس میں کسی متعین ترتیب و نسق کو ملحوظ نہیں رکھا گیا بلکه کیف ما اتفق اشعار جمع کر دیئے ۔ اس کی بیشتر کتب مغرب میں رہ گئی تھیں اور جو کچھ باقی بچ رہا وہ بحری قزاقوں نے لوٹ لیا ۔ اس نے ایک اور عمدہ کتاب ,,کتاب الاعلام المبین فی المفاضلة بین اهل صفین ،، لکھی تھی (۴۰) ۔

اشبیلیه کے محدث ابو محمد قاسم بن محمد بن یوسف علم الدین البرزالی (م ۷۳۸ هـ / ۱۳۳۷ء) نے طبقات المحدثین لکھی ۔ نیز ابن عساکر کی تاریخ دمشق کا ذیل لکھا جس میں ۷۳۸ / ۱۳۳۷ ء تک کے حوادث قلم بند کئے اور اپنے شیوخ کے اسماء کا ایک معجم مرتب کیا (۴۱)

ابوالاصبغ عیسی بن محمد المورخ (م ۴۱۳ هـ / ۱۰۱۲ء) نے تاریخ فقہاء البیرہ،، لکھی تھی اسی انداز پر ابو القاسم محمد بن عبدالواحد بن ابراهیم الملاحی (م ٦١٨ / ۱۲۲۲ء) نے ,,تاریخ علماء البیرۃ ،، مرتب کی اور علماء غرناطه کی تاریخ لکھی نیز امم عرب و عجم کے انساب پر ایک کتاب الشجرہ کے نام سے لکھی (۴۲)۔

فہارس کتب

فہارس کتب کی تدوین کا رجحان عربوں میں بکثرت پایا جاتا تھا ـ مرتبین فہارس کتب میں ابوبکر ابن خیر محمد بن خیر بن عمر بن خلیفه (م ۵۷۵ / ۱۱۷۹ء) اشبیلیه کا رہنے والا تھا ـ حدیث،نحو، ادب اور اسماء کتب میں وسیع علم رکھتا تھا اس نے ایک فہرست کتب مرتب کی جس میں اس نے اپنے اساتذہ اور شیوخ کے احوال درج کئے ابن ابآر نے اس کے علم و فضل کی بہت تعریف کی ہے اور التکمله کی تالیف میں اس کی کتاب سے استفادہ بھی کیا ہے (۴۳)ـ اس کی کتاب فہرسه ابن خیر (۴۴) مختلف علوم کی ان کتابوں کے اسماء پر مشتمل ہے جو اس نے پڑھیں اور ان اساتذہ و شیوخ کے اسماء و احوال ہیں جن سے اس نے تعلیم حاصل کی ـ یه کتاب جغرافیائی ترتیب سے مدون کی گئی ہےـ اور اس کی اہمیت کا اندازہ ان کتابوں کی تعداد اور مؤلفین کے اسماء سے ہوتا ہے جو اس کے علاوہ کسی دوسرے مرجع میں نہیں ہیں ـ

اندلس میں مسلمانوں نے تقریباً آٹھ سو سال تک حکومت کی ـ یه دور اندلس کی تاریخ کا سنہری دور ہےـ اس میں مسلمانوں نے دیگر علوم کے ساتھ ساتھ تذکرہ نگاری کو بہت زیادہ اہمیت دی ـ ممکن ہے که اس کا تکوینی سبب یه ہو که اندلس کے نوشتۂ تقدیر میں یه تھا که مسلمانوں کا وجود وہاں باقی نه رہے چنانچه قدرت نے اہل علم کو تذکرہ نگاری کی طرف متوجه کر کے ان کے علمی اور تاریخی وجود کو بقائے دوام بخش دی ہےـ

حوالہ جات

۱ ۔ ابن الفرضی ، تاریخ العلماء والرواۃ للعلم بالاندلس ، القاہرہ ۱۹۵۴ء ، نمبر ۱۳۹۸۔

۲ ۔ خولیان ریبرا نے اسپانوی ترجمہ کے ساتھ ۱۹۱۴ء میں شائع کی ۔ دوبارہ مصر سے ۱۳۷۲ھ میں شائع ہوئی ۔

۳ ۔ آنخل گنثالث بالنثیا ، تاریخ الفکر الاندلسی (عربی ترجمہ ، حسین مونس) القاہرہ ۱۹۵۵ء ص ۲۶۷ ۔

۴ ۔ خولیان ریبرا ، مقدمہ تاریخ قضاۃ قرطبہ ۔

۵ ۔ تاریخ الفکر الاندلسی ، ص ۲۷۰ ۔

۶ ۔ بالنثیا (تاریخ الفکر الاندلسی ، ص ۲۶۷) نے غلطی سے یہ لکھ دیا ہے کہ ابن الفرضی نے ابن عبدالبر النمری سے استفادہ کیا ہے حالانکہ ابن عبدالبر النمری ابن الفرضی (۳۵۱ ۔ ۴۰۳ ھ) کا شاگرد اور زمناً متأخر ہے۔ اس غلطی کا سبب یہ ہے کہ ابن الفرضی نے تاریخ علماء الاندلس کے آغاز میں لکھا ہے کہ اس نے احمد بن محمد ابن عبدالبر کی تالیف سے استفادہ کیا ہے لیکن وہ یقیناً النمری کے علاوہ کوئی دوسرا شخص ہے ۔

۷ ۔ کشکینان ، قنبانیہ قرطبہ کا ایک قریہ ہے ۔ یاقوت ، معجم البلدان ، بیروت ، ج ۴ ص ۴۶۳ ۔

۸ ۔ ابن خلکان ، وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان ، ج ۳ ص ۱۰۵ ۔ ۱۰۶ ۔

۹ ۔ ایضاً ابن بشکوال ، الصلۃ فی تاریخ ائمۃ الاندلس ، القاہرہ ۱۹۵۵ء ، ص ۲۳۶ ، الضبی ، بغیۃ الملتمس فی تاریخ رجال اھل الاندلس ، طبع ریبرا ۱۸۸۴ ، نمبر ۸۸۸ ، المقری ، نفح الطیب ، بیروت ۲ : ۱۲۹ ۔ ۱۳۱ ابن سعید ، المغرب فی حلی المغرب ، القاہرہ ۱ ، ۱۰۳ ۔

۱۰ ۔ نفح الطیب ، ۲ : ۱۲۹ ، یہ کتاب ضائع ہو گئی ۔

۱۱ ۔ اس کتاب کی ساتویں اور آٹھویں جلد مکتبہ عربیہ اسپانیہ میں محفوظ تھیں جہاں سے کودیرا نے ۱۸۹۱ ۔ ۱۸۹۲ میں شائع کیں بعد میں ۱۹۵۴ء میں قاہرہ سے طبع ہوئیں ۔

۱۲ ۔ السیوطی بغیۃ الوعاۃ فی طبقات اللغویین والنحاۃ ، القاہرہ ۱۳۲۶ ، ص ۹۷ ۔

۱۳ ۔ ابن ابار ، التکملہ ، ۱۹۸ ، البغدادی ایضاح المکنون ، ۱ : ۲۱۸ ۔

۱۴ ۔ ابن ابار ، المعجم فی اصحاب القاضی الامام ابی علی الصفدی ، میڈرڈ ۱۸۸۵ ۔ ۱۶۲ ۔

۱۵ ۔ ابن ابار ، التکملہ لکتاب الصلۃ ، القاہرہ ۱۹۵۶ء ، ص ۴۷۹ ۔

۱۶ ۔ المقری ، نفح الطیب ، الفہارس العامۃ ۸ : ۴۷ کی مدد سے مواضع متعددہ پر الحجاری کا تذکرہ ہے ۔

۱۷ ۔ ملاحظہ ہو شوقی ضیف ، مقدمہ المغرب فی حلی المغرب ، القاہرہ ، نفح الطیب ، الفہارس العامہ ۸ : ۴۷ ۔

۱۸ ۔ ابن خلکان ۲ : ۲۳۰ ۔ ۲۳۱ ، ابن فرحون ، الدیباج المذھب ، القاہرہ ۱۳۲۹ ، ۱۱۳ ۔

۱۹ ۔ ابن ابار ، التکملہ ، ۳۰۳۰ ۔

۲۰ ۔ لیفی بروفنسال نے ۱۹۳۸ ء میں شائع کی ۔

۲۱ ۔ الفکر الاندلسی ، ۲۷۶ ۔

۲۲ ۔ کودیرا اور ریبرا نے ۱۸۸۵ء میں شائع کی ہے

۲۳ ـ حاجی خلیفہ نے کشف الظنون (ص ۱۷۹۲ء) میں لکھا ہے کہ الحمیدی نے ابن حیان (م ۳۲۹/۱۰۷۰) کی تصنیف المقتبس کی تلخیص لکھی ہے لیکن یہ بات درست نہیں کیونکہ الحمیدی کی کتاب معجم ابجدی کے اعتبار سے علماء اندلس کے حالات پر ہے جو المقتبس سے مختلف انداز کی کتاب ہے۔ الحمیدی نے یہ کتاب بغداد میں اپنی اقامت کے دوران لکھی جہاں اسے اساسی مراجع میسر نہ تھے جس کی وجہ سے تراجم رجال اور تحدید تواریخ میں بکثرت اغلاط پائی جاتی ہیں ۔

۲۴ ـ نشر الثقافة الاسلامیہ ، القاہرہ سے ۱۹۵٦ء میں شائع ہوئی۔

۲۵ ـ ابن ابار ، التکملہ ، مقدمة الکتاب ـ

۲٦ ـ بحوالہ تاریخ الفکر الاندلسی ، ۲۷۹ـ

۲۷ ـ کو دیرا نے ۱۸۸۳ء میں شائع کی ہے ـ

۲۸ ـ بحوالہ تاریخ الفکر الاندلسی ، ۲۷۹ ـ

۲۹ ـ ابن ابار ، التکملہ ، نمبر ۹۱۹۔

۳۰ ـ ایضاً ، نمبر ۱۰۳۲ـ

۳۱ ـ ابن الخطیب ، الاحاطہ فی اخبار غرناطہ ، مصر ۱۳۷۵ ، ۱ : ٦۷ ـ ۷۱ ، ابن فرحون ، الدیباج المذہب ، ۳۸ ـ ۵۰ ـ

۳۲ ـ ابن ابار ، التکملہ ، ۲۵۳ ـ ۲۵۴ ـ

۳۳ ـ ایضاً ۳۰۷ ، ۳۰۳ ، التنبکتی ، نیل الابتہاج بتطریز الدیباج ، القاہرہ ۱۳۲۹ ، ۲۲۱ ـ ۲۲۲ ـ

۳۴ ـ ابن الخطیب ، الاحاطہ ، ۲ : ۱۹۵ ـ ۲۰٦ ـ

۳۵ ـ البغدادی ، ایضاح المکنون ، ۲ : ۱۵۵ ، ٦۸۸ ـ

۳٦ ـ اخبار غرناطہ ، ۲ : ۱۹۵ ـ ۲۰٦ ـ

۳۷ ـ تاریخ الفکر الاندلسی ، ۲۸۲ ـ

۳۸ ـ مطبوعہ القاہرہ ۱۹۳۹ ـ ۱۹۳۲ ـ

۳۹ ـ بغداد سے ۱۹۳۹ میں شائع ہوئی ـ

۴۰ ـ ابن خلکان ، ۱ : ۳۸۲ ـ ۳۸۳ ، نفح الطیب ، ٦ : ۲۵۸ ـ ۲۷۷ ـ

۴۱ ـ الذہبی ، تذکرة الحفاظ ، ۳ : ۲۰۸ ابن العماد ، شذرات الذہب ، ۵ : ۱۸۲ ـ

۴۲ ـ ابن ابار ، التکملہ ۳۲۳ ـ ۳۲۵ ، التنبکتی ، ۲۲۲۸ ـ

۴۳ ـ ایضاً ، ۲۳۰ ـ ۲۳۲ ـ

۴۴ ـ کودیرا اور ریبرا نے ۱۸۹۵ء میں شائع کی ہے ـ

★★★